

سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (للعہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

پادری غلام مسیح صاحب میکلوڈ روڈ - لاہور } اسسٹنٹ ایڈیٹر

پادری ڈبلیو - جے - کلارک صاحب ایم - اے - ایمپرس روڈ - لاہور } مینجر

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام مینجر صاحب نور افشاں ہونا چاہیئے - تمام مضامین و اشتہارات وغیرہ برائے اندراج کاغذ کے ایک طرف تحریر کر کے دفتر نور افشاں میکلوڈ روڈ لاہور کے پتہ پر ارسال فرمایا کریں -

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۵۵	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے - یکم اپریل ۱۹۲۷ء	نمبر ۱۳

غزل

مصرع طرح - جس نے دیکھا تجھے دیدار خدا کا دیکھا

فصیح الکلام جناب ایڈجوٹنٹ منشی الائس داس صاحب ساہر بلوی

باوفاؤں پہ شرف اہل دغا کا دیکھا
عشق مولا میں اثر جذب ہوا کا دیکھا
صورت آب ٹھکانا نہ بقا کا دیکھا
آپ کے ہاتھ میں اعجاز شفا کا دیکھا
لطف خالق کا کرم ابن خدا کا دیکھا
بول بالا دل باصدق و صفا کا دیکھا
غلبہ زور بہت اہل دغا کا دیکھا
اے پلاطوس حکومت میں تری دنیا نے
دم ادھر اور اُدھر پردۂ ہیکل نکلا
دیر پی قتل ہوئے آپ کے جس وقت یہود
پھوٹ کر روئے ترے پیارے دل بھر آیا
تیرے غم میں نہیں کچھ کہنے یہود لیکن
بہر کفارہ مخلوق پسر کو بھیجا
خون ناحق کی شہادت کے لئے محشر میں
جاں نثاری میں وہ کیوں ثانی پولوس ہو
اہل بینش اُسے آنکھوں میں جگہ دیتے ہیں
سجدۂ عجز کے تحفہ میں کھلا باب قبول

نام بدنام زمانے میں وفا کا دیکھا
خود فنا ہو کے مزہ ہم نے بقا کا دیکھا
آئینہ صفحہ ہستی کو فنا کا دیکھیں
لب اقدس میں اثر آب بقا کا دیکھا
یہ نتیجہ یہ اثر مدح و ثنا کا دیکھا
آخر انجام برا اہل دغا کا دیکھا
قحط دنیا میں مگر صدق و صفا کا دیکھا
اک نیا ڈھنگ ترے جور و جفا کا دیکھا
اے نظر معجزہ یہ ابن خدا کا دیکھا
رنگ اُڑتا ہوا مقتل میں قضا کا دیکھا
دشمنوں پر بھی اثر تیری دعا کا دیکھا
ہم نے منہ کالا ہر اک اہل دغا کا دیکھا
اہل دنیا پہ یہ الطاف خدا کا دیکھا
دامن آلودہ خوں اہل جفا کا دیکھا
معجزہ جس نے ترے دست شفا کا دیکھا
مرتبہ خلق میں برتر ترے گدا کا دیکھا
دائرہ عرش اثر اپنی دعا کا دیکھا

دشمنوں کے لئے مانگی دم آخر بھی دُعا
آہ کمزوری فطرت کہ اُدھر چل نکلے
مُردے زندہ کئے اندھوں کو عطا کیں آنکھیں
اُس کے قدموں کو جہاں میں کبھی لغزش ہوئی
یوں تو ہر شخص کی شکل میں معاون ہیں مسیح
آپ کو یاد الٰہی میں مٹا کر یہ ہم
فخر سے چومتے ہیں اُس کے قدم اہل دول
شرم دنیا کے پرستاروں کی آنکھوں میں نہیں
تو ہے قدرت کا سراپا مرے منجی عیسیٰ

ہم نے یہ بیمار فقط ابن خدا کا دیکھا
رُخ جدھر ہم نے زمانے کی ہوا کا دیکھا
ہم نے ضامن دم عیسیٰ کو شفا کا دیکھا
جسکو پابند یہاں حکم خدا کا دیکھا
خاص حامی نہیں بے برگ و نوا کا دیکھا
زندگی ہی میں مزا ہم نے فنا کا دیکھا
مرتبہ کوچہ عیسیٰ کے گدا کا دیکھا
اہل ایماں ہی کو پابند حیا کا دیکھا
جس نے دیکھا تجھے دیدار خدا کا دیکھا

مدح عیسیٰ کی بدولت ہوئی عقبےٰ حاصل
پھل رسا ہم نے تری طبع رسا کا دیکھا

بہادر کنیز

نہ میں ایذا سے ہوں خائف نہ مجھکو موت کا ڈر ہو
چلی جاتی ہوں عیسیٰ کا پکڑ دامن دلیرانہ

قیصر مرقس کے عہد حکومت میں جب ملک گال میں ایذا رسانی بڑے زور شور سے جاری تھی - اور کلیسیا بندگان دین اور دیگر ہر طبقہ کے مسیحی کیا مرد کیا عورت - کیا بچے کیا غلام کیا آزاد بیکے سب موت کے گھاٹ اتارے جاتے تھے اُس وقت اُن مصیبت زدوں کے درمیان ایک بڑی بہادر بلندینہ نامی لونڈی موجود تھی - وہ بمعہ تین دیگر مسیحیوں کے مجسٹریٹ کے سامنے حاضر کی گئی مجسٹریٹ نے اُن سے پوچھا کہ کیا تم مسیحی ہو؟ اُنہوں نے ہم آواز ہوکر عرض کی کہ "ہاں ہم مسیحی ہیں"۔ مجسٹریٹ نے کہا کہ تمہیں رومی دیوتاؤں کے آگے

سجدہ کرنا اور قربانی گذراننا اور قیصر کی قسم کھانا ضرور ہے۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ ہم تو خدائے واحد کے پرستار ہیں صرف اُسی کو سجدہ کرتے اور اُسی کی قسم کھاتے ہیں۔ ہم کسی بے جان بت کو سجدہ نہیں کر سکتے اور نہ اُنہیں قربانی گذران سکتے اور نہ کسی فانی انسان کے نام کی قسم کھا سکتے ہیں۔ مجسٹریٹ نے اُنہیں بہتیرا سمجھایا اور کہا کہ "میں تمہیں بچانا چاہتا ہوں۔ تم بے شک مسیحی رہو۔ صرف ظاہری طور پر ان رسومات کو بجا لاؤ اور لوگوں کو راضی کرو تاکہ تمہاری جانیں بچ جائیں۔" اُنہوں نے مجسٹریٹ کا شکریہ ادا کیا اور کہا "جنابِ عالی! ہم مسیحی ہیں اور مسیح۔ ہاں مسیح ہی کی جو خدائے مجسم ہے پرستش کرینگے۔ ہم بت پرست مسیحی کہلانے کی بنسبت موت کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔ اس جسمانی موت سے ہمیں کچھ خطرہ نہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ

ہو کے غالب موت سے ہم موت پر
زندگی ابنِ خدا سے پائینگے

جب مجسٹریٹ نے دیکھا کہ وہ اپنی بات پر قائم ہیں اور اس سے باز نہیں آتے تو اُن کے قتل کا حکم دیا۔ سو وہ چاروں کولوسیم میں پہنچائے گئے۔ پہلے تو ان تینوں مسیحیوں کا سر قلم کیا گیا۔ پھر بلندینہ کو ایک ستون کے ساتھ جو زمین میں گاڑا گیا تھا باندھ کر درندوں کے شکار کے لئے لٹکایا گیا لیکن جب درندے اُس پر چھوڑے گئے تو کوئی درندہ اُس کے پاس نہ پھٹکا۔ یہ دیکھکر بت پرست غصے کے مارے دیوانہ ہوئے اور دھکیلتے ہوئے اس مظلوم کو پھر قیدخانہ کی طرف لے گئے اور ہر روز دیگر مسیحیوں کی عقوبت اور تکلیف دکھلانے کے لئے اُسے باہر لاتے تھے تاکہ وہ یہ ایذائیں دیکھ کر مسیح کا انکار کرے۔ اور بتوں کی پرستش قبول کرکے انہیں قربانی چڑھائے اور قیصر کے نام کی قسم کھائے مگر بلندینہ اپنے ایمان پر قائم رہی اور ذرا بھی نہ گھبرائی نیچو نکرے

موت کا غم ہے اُسے جو کہ ہے حق سے غافل
طالبِ حق تو کبھی موت سے ناشاد نہیں

آخرِ کار تماشہ کے آخری دن بلندینہ اور اُس کا بھائی پانٹی کس جس کی عمر ابھی پندرہ سال کی تھی قیدخانہ سے تماشہ گاہ میں لائے گئے۔ وہاں اُنہیں دیوتاؤں کی قسم کھانے کا حکم دیا گیا۔ لیکن دونوں نے انکار کیا جس کے باعث لوگ حد سے زیادہ غضبناک ہوئے اور اُن کو بہت بُری طرح سے ایذا دی۔ پانٹی کس نے اپنی بہن کا سہارا پاکر اس کے استقلال دلانے سے سب اذیتیں بڑی مردانگی سے برداشت کیں اور آخر کار ان مصیبتوں کے تلاطم میں اُسکی مُرغِ روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ بعد اس کے اُنہوں نے بیچاری بلندینہ کو کوڑے مار کر لوہے کی ایک گرم کی ہوئی کرسی پر بٹھایا۔ یہاں تک کہ اُس کا بدن کباب ہوا۔ اور پھر ایک بڑے جال میں لپیٹ کر سانڈ کے سامنے ڈال دیا۔ چنانچہ وہ اُس کے سینگوں سے بڑی خوفناک طرح سے پھاڑی گئی۔ تاہم وہ زندہ تھی اور اس تکلیف اور جان کنی کی حالت میں بھی شاداں و فرحاں نظر آتی تھی۔ کیونکہ وہ جانتی تھی کہ ابھی میری رہائی نزدیک ہے اور میں بہت جلد ان دکھوں سے خلاصی پاکر اپنے محبوب مسیح کے پاس ابدی آرام میں پہنچ جاؤنگی۔ انجام کار ان بے رحموں نے تلوار سے اس کا کام تمام کیا اور وہ فتحیابی کے ساتھ شہیدوں کی فوج میں جا شامل ہوئی۔

جو روحیں راستبازوں کی سفر کرتی ہیں دنیا سے
ملائک اُن کے استقبال کو جنت سے آتے ہیں (سیفر)

لیکن اس پر بھی بت پرستوں کے غصے اور خصومت کا غبار ان بیچارے شہیدوں کی اعضا شکنی اور کئی دن تک اُن کے میدان میں پڑے رہنے سے کم نہ ہُوا بلکہ اُن کی نعشوں کو جلا کر اُن کی راکھ کو رُودن ندی میں بہا دیا تاکہ اُن کے معبودوں کے دشمنوں کی راکھ بھی (بہ خیال اُن کے) اُن کے ملک کو ناپاک نہ کرے۔ اور بڑے غرور سے یہ کہتے تھے کہ "اب ہم دیکھیں کہ وہ پھر جی اُٹھتے ہیں کہ نہیں اور کہ اُن کا خدا اُنہیں مدد دینے اور ہمارے ہاتھوں سے چھڑانے پر قادر ہے کہ نہیں۔" مگر وہ اس سربستہ راز سے بالکل ناواقف تھے کہ باوجود ہر قسم ظلم و ظلام کے تمام ملک کے لوگ کیوں مسیح ناصری کے پیرو ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اُنہوں نے کبھی خیال تک نہ کیا کہ

مسیحی دین کی عظمت بڑھی تیغِ ستمگر سے
یہ وہ پودا ہے جو سینچا گیا ہے آبِ خنجر سے

مادرِ ہند کے مسیحی فرزندو! کبھی آپ تو (خدا نہ کرے) بت پرست مسیحی کہلانا پسند نہیں کرتے؟

راقمہ (مسز) کے۔ خیراللہ۔ بھلارک آباد

تصحیح

نورافشاں مطبوعہ ۲۵ مارچ ۱۹۲۶ء صفحہ ۴ کالم ۲ کی سطر ۹ و ۱۰ کی عبارت کی جگہ ذیل کی عبارت پڑھیں:-

"اگر مسیحی مسلم ہندو آریہ دوستوں سے اُن کے مطالبہ کے برعکس یہ امید رکھیں کہ وہ مسیحی یا مسلم کہلانا شروع کردیں تو اُسے کیوں ناپسند کیا جاتا ہے؟"

یہ باتیں عقلمند بناتی ہیں

۱۔ بیوقوف کی بات کو نہ ماننا
۲۔ اپنی نگاہ میں اپنے آپ کو دانشمند نہ جاننا۔
۳۔ خداوند کی تنبیہ کو حقیر نہ جاننا۔
۴۔ دانائی کو آنکھوں سے اوجھل نہ ہونے دینا۔
۵۔ کسی انسان سے بے سبب جھگڑا نہ کرنا۔
۶۔ ظالم پر حسد نہ کرنا۔
۷۔ مکر کی ترازو سے نفرت کرنا۔
۸۔ تادیب کو دوست رکھنا۔
۹۔ دشمن کی پستی پر خوشی نہ کرنا۔
۱۰۔ کل کے دن کی بابت گھمنڈ نہ کرنا۔

فرینکلین مارک

لاہور۔ ۱۲ مارچ۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ یکم جون سے ۳۰ ستمبر ۱۹۲۶ء تک کالکا شملہ سیکشن پر تمام درجوں کے مسافروں کے کرایہ میں ۵۰ فیصدی تخفیف کی جائیگی۔

(بندے ماترم)

نورافشاں

مطبوعہ یکم اپریل ۱۹۲۷ء

بائبل مقدس

بائبل کو ڈھونڈو کیونکہ یہ خدا کی کتاب ہے۔ تم کتاب مقدس میں ڈھونڈتے ہو کیونکہ سمجھتے ہو کہ اس میں ہمیشہ کی زندگی تمہیں ملتی ہے اور یہ وہ ہے جو میری گواہی دیتی ہے یوحنا ۵: ۳۹۔ تم خداوند کی کتاب میں ڈھونڈو اور پڑھو یسعیاہ ۳۴: ۱۶

بائبل کی تابعداری کرو۔ کیونکہ وہ خدا کی شریعت ہے۔ کیونکہ وہ وقت آپہنچا ہے کہ خدا کے گھر سے عدالت شروع ہو اور جب ہم ہی سے شروع ہوگی تو اُن کا کیا انجام ہوگا جو خدا کی خوشخبری کو نہیں مانتے۔ پطرس ۴: ۱۷۔ خدا کی توریت کامل ہے کہ دل کو پھیرنے والی ہے۔ زبور ۱۹: ۷۔

بائبل سے محبت رکھو کیونکہ یہ خدا کی بخشش ہو۔ استثنا ۶: ۴-۹ تک اور میں نے اپنے احکام انہیں دیئے اور اپنی عدالتیں انہیں دکھائیں۔ جن پر آدمی اگر عمل کرے تو انہیں ہی سے جئیگا۔ حزقی ایل ۲۰: ۱۱۔

بائبل پر بھروسہ کرو کیونکہ وہ خدا کا وعدہ ہے۔ ابدتک خداوند پر اعتقاد رکھو کیونکہ یہواہ یقیناً یاہ ایک ابدی چٹان ہے۔ یسعیاہ ۲۶: ۴ و عبرانی ۶: ۱۳-۲۰

تم اندھیرے میں ہو اور بائبل تمہارا چراغ ہے کیونکہ تم پہلے تاریکی تھے مگر اب خداوند میں نور ہو افسی ۵: ۸۔ تیرا کلام میرے پاؤں کے لئے چراغ اور میری راہ کی روشنی ہے۔ زبور ۱۱۹: ۱۰۵۔

تم دشمن کے روبرو ہو اور یہ تمہاری تلوار ہے اگر ہماری خوشخبری پر پردہ پڑا ہے تو ہلاک ہونیوالوں ہی کے واسطے پڑا ہے۔ یعنے ان بے ایمانوں کے واسطے جنکی عقلوں کو اس جہان کے خدا نے اندھا کر دیا ہے تاکہ مسیح جو خدا کی صورت ہے اس کے جلال کی خوشخبری کی روشنی ان پر نہ پڑے ۲ قرنت ۴: ۳-۴ اور نجات کا خود اور روح کی تلوار جو خدا کا کلام ہے لے لو۔ افس ۶: ۱۷۔

تم گناہ آلود دنیا میں ہو اور بائبل تمہاری محافظ ہے۔ کہ نور دنیا میں آیا ہے اور آدمیوں نے تاریکی کو نور سے زیادہ پسند کیا۔ اس لئے کہ اُن کے کام بُرے تھے۔ یوحنا ۳: ۱۹۔ جوان اپنی راہیں کس طرح صاف کر رکھے۔ اس پر خوب نگاہ کرنے سے تیرے کلام کے مطابق۔ زبور ۱۱۹: ۹۔

تم جھوٹوں کے درمیان ہو اور بائبل سچائی کی رہنما ہے۔ تم میری باتیں کیوں نہیں سمجھتے۔ اس لئے کہ میرا کلام سن نہیں سکتے تم اپنے باپ ابلیس سے ہو اور اپنے باپ کی خواہشوں کو پورا کرنا چاہتے ہو الخ یوحنا ۸: ۴۳-۴۴۔ انہیں سچائی کے وسیلے سے مقدس کر تیرا کلام سچائی ہے یوحنا ۱۷: ۱۷۔

وہ گنہگاروں کو نجات دہندہ کی خبر دیتی ہے۔ متی ۱: ۲۱ وہ غلاموں کی آزادی کا اعلان کرتی ہے یوحنا ۸: ۳۲ وہ باغیوں اور سرکشوں کی معافی کا اشتہار دیتی ہے یسعیاہ ۵۵: ۶-۷ وہ کمزوروں کو زور آور بنانے کا وعدہ کرتی ہے یسعیاہ ۲۵: ۴ وہ گمشدہ گمان او گمراہوں کو آسمان پر جانے کا راستہ بتاتی ہے۔ یوحنا ۱۴: ۶ وہ مردوں کی قیامت و حیات کی امید دیتی ہے۔ امثال ۸: ۳۵ و افس ۲: ۱-۸ وہ اسیروں کو گھر واپس آنیکی امید عطا کرتی ہے ۲ سموئیل ۱۴: ۱۴ وہ تھکے ماندوں کو آرام دیتی ہے۔ متی ۲۸: ۱۱-۳۰۔

نیکی یا بھلائی کی بابت انسانی طریق عمل

جیسے حواس انسانی کی معلومہ چیزیں عقل انسانی میں معکوس صورت اختیار کر لیتی ہیں۔ ویسے ہی عقائد انسانی عمل انسانی میں بالکل معکوس صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ انسانی عقائد میں نیکی یا بھلائی نہایت بلند رتبہ رکھتی ہے۔ کوئی عقیدہ خواہ کیسا ہی کیوں نہ ہو انسان کی نظر میں مقبولیت و پسندیدگی حاصل نہیں کر سکتا جب تک اُسے نیکی یا بھلائی کا ہمعنا نہ بنایا جائے لیکن اگر نیکی یا بھلائی کی بابت سوال کیا جائے کہ نیکی یا بھلائی کیا چیز ہے تو جتنے انسان ہونگے اتنے ہی ان کے مختلف جواب ہونگے جس سے یہ بات بخوبی ظاہر ہو جائیگی کہ بنی نوع انسان لفظ نیکی یا بھلائی کے مستحسن و پسندیدہ ہونے پر تو اتفاق رکھتے ہیں لیکن اُس کے معانی پر اتفاق نہیں ہے۔

نیکی یا بھلائی کے خیالی و ذہنی تصور کو چھوڑ کر جب انسانی عمل میں اسکی کیفیت کو دیکھا جاتا ہے تو اس کے مندرجہ ذیل طرزِ عمل نظر آ سکتے ہیں۔

۱ نیکی یا بھلائی کا عدم معاوضہ

۲۔ نیکی یا بھلائی کا قلیل معاوضہ

۳۔ نیکی یا بھلائی کے معاوضہ میں مساوی نیکی یا بھلائی

۴۔ نیکی یا بھلائی کے معاوضہ میں بُرائی

۵۔ بدی کے معاوضہ میں نیکی یا بھلائی۔ کیا کوئی ناظر نیکی یا بھلائی کے انسانی طرزِ عمل پر اپنے خیالات کا اظہار کر سکتا ہے؟

ہندو آریہ دھرم اور پنڈت دیانند جی

۴۔ پنڈت دیانند جی ہندو آریہ دھرم کی بابت لکھتے ہیں۔

"جو بے رو رعایت انصاف کا رویہ راستگوئی وغیرہ سے موصوف (یعنے) ایشور کے احکام ویدوں کے خلاف نہیں ہیں۔ اسکو دھرم اور جو زور رعایت سے پر بے انصافی کا رویہ دروغگوئی وغیرہ ایشور کی حکم عدولی (یعنے ویدوں کے خلاف) ہے اسکو ادھرم مانتا ہوں صفحہ ۴۷" پھر لکھتے ہیں کہ

پس وید وغیرہ ست شاستروں کے ماننے ہوئے اور برہما سے لیکر جیمنی تک رشی منیوں کے تسلیم کئے ہوئے جو ایشور وغیرہ پدارتھ ہیں کہ جنکو میں خود بھی مانتا ہوں اُن کو سب نیک نہاد اصحاب پر روشن کرتا ہوں۔ میں اپنا منتویہ اسی کو جانتا ہوں کہ جو

تینوں زمانوں میں سب کے لئے یکساں ماننے کے لائق ہے۔ میرا کسی نئے خیال یا مت کو جاری کرنے کا ذرہ بھی منشا نہیں ہے۔ بلکہ جو سچ ہے اسکو ماننا منوانا اور جو جھوٹ ہے اُس کو چھوڑنا چھڑوانا مدنظر ہے۔ صفحہ ۳۶۴۔

پنڈت جی کسی نئے مت کو جاری کرنے کے منکر ہیں وہ ایسے قول و فعل کو دھرم بنا رہے ہیں جو ویدوں کے خلاف نہ ہوں۔ ویدوں وغیرہ شاستروں کی وہ یہ تعریف کرتے ہیں کہ جنکو تینوں زمانوں میں سب لوگ یکساں ماننے لائق جانتے آئے ہوں۔ لیکن ہندو آریوں میں ویدوں کے منکر اور الہٰیات کے منکر اصحاب ابتدا سے آجتک موجود ہیں۔ پس وید شاستروں کے ماننے کی قید بھی جاتی رہی۔ انسان کے قول و فعل کا ویدوں سے توافق یا تخالف کا جھگڑا ابھی جاتا رہا۔ پس ہندو آریہ دھرم بغیر ہندو آریوں کا آزادانہ طرز عمل ہی رہ گیا۔ اسی کا نام لامذہبی ہے۔

اگر ویدوں کے موافق کام ہی دھرم مان لیا جائے تو وید انسانی زبان میں لکھے ہی نہیں گئے۔ جنکو کوئی انسان سمجھ سکے۔ لہٰذا انسانی قول و فعل کو وید وغیرہ شاستروں سے تطبیق دینا ہر ایک انسان کے لئے محال امر ٹھیرا اگر کہا جائے کہ وید وغیرہ کو پنڈت دیانند جی نے سمجھا تھا تو اسے بھی کوئی سلیم العقل انسان قبول نہیں کر سکتا ہے دراصل پنڈت دیانند جی ذیل کا بیان لکھکر لوگوں کو وید فہمی کی مشقت سے آزاد کر گئے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ ستیارتھ پرکاش میں آیا ہے۔

سوال کیا وجہ ہے کہ کسی ملک کی زبان میں ویدوں کا اظہار نہ کیا اور سنسکرت میں کیا؟

جواب۔ اگر کسی ملک کی زبان میں کرتا تو ایشور طرفدار ٹھہرتا کیونکہ جس ملک کی زبان میں اظہار کرتا ویدوں کے پڑھنے پڑھانے میں وہاں کے لوگوں کو سہولیت اور دوسرے ملک والوں کو مشکل ہوتی۔ اس لئے سنسکرت ہی میں اظہار کیا۔ جو کسی ملک کی زبان نہیں ہے۔ صفحہ ۲۶۶

وید فہمی ہمیشہ سے معرض خطر میں رہی ہے

آریہ گزٹ مطبوعہ ۵ اکتوبر سنہ ۱۹۲۵ء میں رشی دیانند اور آریہ سماج کے عنوان کی ذیل میں شری مہاتما ہنسراج جی بی۔ اے پردھان شرومنی آریہ پراویشک پرتی ندھی سبھا کا بیان شائع ہو چکا ہے جس کا ذمہ دار آریہ گزٹ خود ہے۔ اس سے وید فہمی کی دیرینہ مشکل روبرو آجاتی ہے۔ آپ لکھتے ہیں

یگیہ کا سمہ

نروکت ہماری بڑی پراچین پستک ہے۔ اس میں ویدوں کی ڈکشنری بگھنٹو کا ارتھ کیا گیا ہے۔ نروکت کے مصنف یاسک منی جی ہیں۔ اس پستک میں ایک بڑی دلچسپ بحث آئی ہے اور وہ بحث اس دفعہ میں ہے کہ آیا ہم وید منتروں کے ارتھوں کو جان سکتے ہیں یا نہیں۔ یاد رکھئے یہ بحث اس سمہ کی ہے جبکہ یاسک اچاریہ بھارت ورش میں رہتے تھے۔ ایک فریق کا یہ خیال تھا کہ ویدوں کے جن شبدوں کے ارتھ معلوم نہیں ہوتے اُن کے جاننے کی کوشش کرنا نرارتھک ہے۔ شبد کیول ایک بندش ہیں۔ اُن کا پریوجن صرف یہی ہے کہ ان کو یگیہ کے اندر پڑھ کر خاص اثر پیدا کیا جائے۔ آہستہ آہستہ ایسا سمہ آیا کہ لوگوں کے اندر یہ خیال پھیل گیا کہ وید منتروں کے ارتھ سپر نیچرل ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بھاؤ رکھتے ہیں اور جو پرش یگیہ میں اُن کا اچارن کرتے ہیں اُن کے اندر خاص طاقتیں پائی جاتی ہیں۔ وہ انسانی جیون میں بہت سی آسانیاں پیدا کر سکتے ہیں۔ ایک اور فریق پیدا ہو گیا جو کہ دعوے کرتا تھا کہ وید منتروں کے بعض شبد داستو میں کوئی ارتھ نہیں رکھتے۔ وہ صرف یگیہ میں استعمال کئے جا سکتے ہیں الخ۔

جائے غور ہے کہ جو وید وغیرہ ابتدائے عالم سے لیکر پنڈت دیانند جی کے زمانہ تک انسانی علم و فہم سے خارج چلے آئے اُن کو پنڈت دیانند جی کے سمجھنے کا دعوے کرنا کیونکر کسی کے لئے قرین قیاس ہو سکتا ہے؟ پھر ایسے نامعلوم ویدوں کے توافق کا نام دھرم رکھنا کسی سلیم العقل انسان کے لئے کیونکر قابل تسلیم امر ٹھہر سکتا ہے؟ پس اصل معاملہ تو پھر یہی رہا کہ ہندو آریہ دوستوں کا دھرم بھی وید فہمی کی طرح ایک لامفہوم معما ہے جسے آجتک نہ کوئی سمجھا ہے اور نہ آگے کو کوئی سمجھیگا۔ اس پر آریہ گزٹ ۔ ۔ ۔ کا ہندو آریہ دھرم کی حمایت میں مسیحیت و اسلام سے جنگ کرنے کو نکلنا بھی کوئی عام فہم معاملہ نہیں ہے۔

کتب عہد عتیق کی صحت پر ایک محققانہ نظر

(۷)

طالمودی زمانہ کے آخر میں عبرانی کتب مقدسہ کے متن کی صحت کی شہادت ہمیں ایک ایسی جانب سے ملتی ہے جسکی ہم کو توقع نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ اہل یہود کے دشمنوں نے دی ہے۔ لہٰذا یہ شہادت بڑی زبردست شہادت ہے جس کے سامنے صدیوں سے کروڑوں سر بسجود رہے ہیں۔ ہمارا مطلب رسول عربی کی شہادت سے ہے جو موجودہ قرآن میں مندرج ہے۔

اہل یہود رسول عربی کے سخت دشمن تھے اور رسول عربی اُن کے دشمن تھے۔ یہودی ہمیشہ آپ کو ستاتے رہے اور آپ کے حکم سے اہل یہود میں سے متعدد اشخاص قتل کئے گئے۔ آپ نے دو یہودی قبیلوں یعنی بنی نضیر اور بنی قینقاع کو جلا وطن کر دیا اور ایک تیسرے قبیلہ بنی قریظہ کے مردوں کو قتل کر کے اُن کی عورتوں اور بچوں کو اسیر کیا۔ قرآن میں بیسیوں دفعہ اہل یہود کو باغی اور سرکش کہا گیا ہے۔ لیکن رسول عربی کی خدا ترسی اور راست روی نے اُن کی کتب مقدسہ کو ہمیشہ تعظیم اور احترام کی نظر سے دیکھا۔ آپ اُن کے تمام انبیا کے قائل رہے اور اُن کی کتب مقدسہ کی شان میں بہترین اور پاک ترین الفاظ کو ہی استعمال کرتے رہے۔ مثال کے طور پر ذیل کی آیات ملاحظہ ہوں:۔

کتابِ موسیٰ امام اور رحمت ہے (احقاف)۔

اس میں صاف نشانیاں موجود ہیں اور وہ نور

دینے والی کتاب" ہے (فاطر) "وہ کتاب راہ دکھلانے والی اور سمجھ والوں کو یاد دلانے والی" ہے (مومن) "وہ کتاب جو موسےٰ لایا لوگوں کی روشنی اور ہدایت ہو" (انعام) "وہ احسن بات پر کامل ہے اور ہر شے کی تفصیل اور ہدایت اور رحمت ہے" (انعام) "وہ بنی نوع انسان کے لئے بصیرت اور ہدایت اور رحمت ہے" (قصص) "موسیٰ اور ہارون کے فرقان ہیں روشنی اور نصیحت خدا پرستوں کے واسطے ہے" (انبیا) وغیرہ وغیرہ۔

ان کتب مقدسہ کے متن کے نقل کرنے والوں اور اُستادوں کی شان میں قرآن عربی ذیل کے الفاظ استعمال کرتا ہے "بے شک ہم ہی نے توریت نازل کی جس میں (ہر طرح کی) ہدایت اور نور (ایمان) ہے (خدا کے فرمانبردار بندے) انبیاء (بنی اسرائیل) اسی کے مطابق یہودیوں کو حکم دیتے چلے آئے ہیں اور (انبیا کے علاوہ یہودیوں کے) ربی (یعنی مشائخ) اور علما (بھی) کیونکہ کتاب اللہ کے محافظ ٹھہرائے گئے تھے اور (وہ) اس کی محافظت کرتے بھی رہے" (مائدہ ترجمہ نذیر احمد)

اس آیت میں بیضاوی لکھتا ہے وھیمنا علیہ و رقیبا علے سائر الکتب یحفظہ عن التغییر ویشھد لھا بالصحۃ والثبات یعنی اور اس پر محافظ کل کتب ربانی کا جو محفوظ رکھتا ہے ان کو تغیر سے اور شہادت دیتا ہے ان کی صحت اور ثبات پر

قرآن عربی میں دو جگہ عبرانی کتب مقدسہ کے الفاظ نقل ہوئے ہیں۔ اول ہم نے زبور میں لکھا ہے کہ میرے بندگان صالح زمین کے وارث ہونگے" (انبیا) اور دوم "اور ہم نے تورات میں یہود کو تحریری حکم دیا تھا کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ" (مائدہ) جب ہم ان دو آیات کا مقابلہ زبور ۳۷: ۲۹ اور خروج ۲۱: ۲۳ احبار ۲۴: ۲۰ استثنا ۱۹: ۲۱ اور متی ۵: ۳۸ سے کرتے ہیں تو ان کتب مقدسہ کی صحت میں چون وچرا کی گنجائش نہیں رہتی۔ یہی وجہ تھی کہ قرآن عربی اپنی صداقت کی تائید میں ان کتب کے مصدق ہونے کا بار بار دعوے کرتا ہے۔ اہل کتاب کے قرآن اور رسول عربی کے پاس صرف یہی ایک دلیل تھی اور یہی وجہ تھی کہ رسول عربی اپنی اُمت کو حکم دیتا ہے کہ "(مسلمانوں تم یہود و نصارےٰ کو یہ) کہو کہ ہم تو اللہ پر ایمان لائے ہیں اور (قرآن) جو ہم پر اُترا اور (صحیفے) جو ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اولاد یعقوب پر اُترے (ان پر) اور موسےٰ اور عیسیٰ کو جو (کتاب) ملی (اس پر) اور جو (دوسرے) پیغمبروں کو ان کے پروردگار کی طرف سے ملا (اس پر) ہم (ان پیغمبروں) میں سے کسی ایک میں بھی (کسی طرح کی) جدائی نہیں سمجھتے اور ہم اسی (ایک خدا) کے فرمانبردار ہیں" (بقر ترجمہ نذیر احمد) اور رسول عربی نے اپنی امت کو تنبیہ کی اور کہا "مسلمانو! اللہ پر ایمان لاؤ اور اُس کے رسول (محمد) پر اور اس کتاب (قرآن) پر جو اس نے اپنے رسول (محمد) پر اُتاری ہے اور ان کتابوں پر جو (قرآن سے) پہلے دوسرے پیغمبروں پر اُتاریں اور جو شخص اللہ کا منکر ہوا اور اس فرشتوں کا اور اس کی کتابوں کا اور اس کے رسولوں کا اور روز آخرت کا تو وہ (راہ راست سے) بڑی دُور بھٹک گیا" (نسا ترجمہ نذیر احمد)۔

رسول عربی یہودی ربیوں اور فقیہوں کو ایسا ثقہ راوی خیال کرتے تھے کہ حدیث میں آیا ہے کہ آپ نے اپنی امت کو حکم دیا تھا کہ جو یہودی ربی اور اُستاد تعلیم دیں اور روایت کریں وہ دوسروں تک پہنچائیں (مشارق الانوار)

پس مختلف جوانب سے یعنی یہودی اور مسیحی مصنفوں اور اسلامی کتب سے یہی ایک صدا سُنائی دیتی ہے کہ عبرانی کتب سماوی درحقیقت وہی ہیں جو انبیا اللہ پر نازل ہوئی تھیں اور جو نہایت صحت کے ساتھ نقل ہوتی چلی آئی ہیں۔

نورافشاں کو قلمی امداد دیتے رہیے۔

کیفیت ویدک تصنیفات

مصنفہ

عالیجناب پادری بی بی رای صاحب

پروفیسر تھیولاجیکل سیمنری سہارنپور

پر

مختصر ریمارک

(از قلم ڈاکٹر مولوی حشمت اللہ ایچ۔ پی۔ ایل اینڈ ایل ایم۔ بی قصور۔ ضلع لاہور)

ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں کہ وید منتروں کا مجموعہ ہیں ویدوں کے منتروں کے مجموعہ کو سمھتا کہتے ہیں۔ چونکہ عام طور سے وید چار مانے جاتے ہیں۔ اس لئے ہر ایک سمھتاؤں کے نام حسب ذیل ہیں:-

(۱) رگوید سمھتا۔

(۲) سام وید سمھتا

(۳) یجروید سمھتا۔ اسکی دو قسمیں ہیں (۱) واجسنیئی سمھتا جسے شُکلا یعنی سپید یجروید سمھتا کہتے ہیں (۲) تیتریہ سمھتا جسے کرشنا یعنی سیاہ یجروید سمھتا کہتے ہیں۔ لیکن درحقیقت واجسنیئی اور تیتریہ یجروید کی شاکھاؤں کے نام ہیں اور شُکلا اور کرشن یجروید میں بہت فرق نہیں۔ کرشن یجروید میں سے اس کا برہمن والا حصہ نکال دینے سے دونوں سمھتاؤں کے مضامین قریبا یکساں رہ جاتے ہیں۔

(۴) اتھروید سمھتا۔

ہمارے نہایت ہی عالم اور لائق فائق اور ہمہ صفت موصوف مصنف یعنی عالیجناب پادری بی بی رای صاحب نے اپنے مندرجہ عنوان زیر تنقید رسالہ میں اپنی چاروں وید کی سمھتاؤں کا بیان بڑی خوبی کے ساتھ مفصل ومشرح کیا ہے۔ چونکہ اس عدیم النظیر والعدیل رسالہ کے مصنف اعلیٰ درجہ کی علمیت اور وسیع واقفیت اس بارے میں رکھتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے اُن کے متعلق کوئی اشد ضروری بات فروگذاشت

نہیں کی۔ بلکہ اُن کی پوری پوری حقیقت اور کامل کیفیت ایسی عمدہ طرز سے بیان کر دی ہے کہ صد مرحبا احسنت اور صلِ علیٰ کے قابل ہے۔

ہماری دانست میں یہ حکیمانہ مقولہ وقعت کے قابل ہے کہ ہر ایک کلام اور ہر ایک تصنیف کی معتبری یا غیر معتبری متکلم اور مصنف کی معتبری یا غیر معتبری پر منحصر اور موقوف ہے۔ زیادہ تر وضاحت کی غرض سے اس کے معنی صاف صاف یہ ہوتے ہیں کہ اگر مصنف یا متکلم معتمد ہے تو اس کا کلام اور تصنیف بھی معتمد ہے اور اگر مصنف اور متکلم ہی باوقعت نہیں تو اُس کا کلام اور تصنیف کا درجہ اور رتبہ معلوم۔

اب صاف ظاہر و باہر ہے کہ رسالہ زیر تنقید یعنی کیفیت وید کی تصنیفات کے مصنف ایک ایسے مشہور و معروف مستند عالم متبحر ہیں کہ جنکی متعدد اعلیٰ درجہ کی تصنیفات نے اس بات کو روز روشن سے بھی زیادہ ثابت کر کے دکھا دیا ہے کہ زمانۂ حال کی پوری روشنی کے عہد میں دیسی تعلیم یافتہ پادری صاحبان میں ایک ایسا لاثانی متکلم موجود ہے کہ جنکی دلاویز جادو اثر اور بالکل غیر متعصبانہ تحریروں پر نہ صرف مسیحی لوگ ہی شیدا اور دلدادہ ہیں۔ بلکہ غیر مذہب کے لوگ بھی فریفتہ اور جان دادہ ہیں۔

ہم نے اس رسالہ کو ژرف نگاہی کی عینک لگا کر بار بار اور بالاستیعاب دیکھا ہے۔ اس میں غیر متعلق امور اور خارج از بحث باتوں اور بے محل اور بے بنیاد امروں کو دخل کرنا سخت معیوب سمجھا گیا ہے۔ اور کسی مقام پر بے جا تعصب یا نفرت کا اظہار نہیں کیا گیا۔ بلکہ نہایت فراخدلی عمدگی اور سادگی کے ساتھ دل پر پورا اثر کرنے والے الفاظ سے ویدوں کے منتروں کے مجموعہ یعنی سمتاؤں کی پوری کیفیت و حقیقت بیان کر دی ہے۔ اس لئے ہم یہ کہنے کے لئے تیار ہیں کہ یہ رسالہ بڑی کشادہ دلی اور خالص مسیحی طبیعت سے تصنیف کیا گیا ہے

اور کہ اس رسالہ سے مصنفِ ممدوح الاوصاف کی بڑی علمیت اور اعلیٰ درجہ کی واقفیت و قابلیت ظاہر ہوتی ہے۔ یہ رسالہ کیا باعتبار مضمون اور کیا بلحاظ طرز تحریر بہت ہی عمدہ۔ دلچسپ اور قابل قدر و وقعت ہے۔ اور جویانِ دینِ حق کے فائدہ پہنچانے اور دیسی واعظوں کی اعلیٰ واقفیت کے واسطے ایک بیش قیمت خزانہ اور ایک زبردست آلہ ہے کہ جس سے ہندوستانی واعظوں کو بڑی تقویت مل سکتی ہے۔

فی الجملہ ہم پروفیسر صاحب بالقابہ و مدارجہ کی جانفشانی اور عرقریزی کی جو اس رسالہ کے لکھنے میں پائی جاتی ہے داد دیتے ہیں اور بخوشی تمام کہہ سکتے ہیں کہ یہ رسالہ واقعی زمانۂ حال کی اشد ضرورتوں کو مدِ نظر رکھ کر تصنیف کیا گیا ہے

یہ رسالہ عمدہ قسم کے ولایتی کاغذ پر خوشخط ۳۶ صفحوں پر چھپا ہے۔ ٹائٹل پیج رنگین ہے۔ گویا یہ رسالہ محاسنِ ظاہری و باطنی ہر دو سے مزین ہے اور مصنف صاحب موصوف سے ۲ آنہ فی جلد کے حساب سے دستیاب ہو سکتا ہے۔ جو صاحبان ویدک لٹریچر کے شائق ہوں وہ ضرور بلکہ بالضرور اس نادر رسالہ کو طلب فرما کر حظِ وافر و تمتعِ کثیر حاصل کریں۔

تین اُستادوں کی ضرورت ہے

(۱) ایک ایس۔ اے وی ٹیچر (۲) ایک ٹرینڈ ڈرائنگ ٹیچر اور (۳) ایک ایس وی ٹیچر کی۔ مسیحیوں کو ترجیح دی جائیگی۔ مشاہرہ حسب قواعد فرنٹیر چرچ مشنری سوسائٹی دیا جائیگا۔ درخواستیں معہ نقول اسناد بنام **پرنسپل چرچ مشن ہائی سکول ڈیرہ اسمٰعیلخان** بھیجی جاویں

بیان کیا جاتا ہے کہ مسٹر بیگم ہیلی عنقریب دہلی تشریف لے جائینگے اور آپ وائسرائے کے مہمان ہونگے۔

(بندے ماترم)

حقیقی شہید

پادری کلیم صاحب نے عنوان مافوق کی ذیل میں خداوند یسوع مسیح کو محض شہید نہیں بلکہ شہداء سے بڑھ کر قربانی ظاہر و ثابت کیا ہے۔ مضمون کی اشاعت میں کسی قدر تاخیر ہو گئی مگر ناظرین کرام کے لئے اس کا لطف تازہ ہی ہے پڑھکر مسرور ہوجئے۔ ایڈیٹر

آریہ منتروں کی زیادتی اور ہماری مجبوری

اپنے خیالات کا اظہار کرنے سے پیشتر ہم اس امر کو واضح کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہم سوامی شردھانند کی شہادت کی نسبت کچھ لکھنا نہیں چاہتے تھے۔ مگر ہمارے آریہ دوستوں نے دلشکن اور دلآزار تقریریات و تحریرات کی اس قدر بوچھاڑ شروع کر دی کہ امن پسند مسیحی اور مسلم بھی متحیر اور حیران ہو گئے کہ چنانچہ ہم صرف دو فقرات نمونہ کے طور پر پیش کرتے ہیں جنکا ذکر نور افشاں اور دیگر اخبارات میں پیشتر بھی ہوچکا ہے اور جنکی طرف پادری صاحبان کی توجہ خاص طور پر منبذول کی گئی ہے۔ چنانچہ پرتاپ شہید نمبر مورخہ ۹ ½ میں یوں لکھتا ہے ”دنیا کے سب سے بڑے شہید حضرت مسیح ..... کی شہادت خالص مذہبی شہادت نہیں ہو سکتی۔ صرف سوامی شردھانند کی شہادت خالص مذہبی شہادت ہے“ اور ملاپ بھی صفحہ ۹ میں مرقوم ہے ”مسیح کی قربانی اس کی (ویراگی کی) شہادت کے سامنے سر جھکا لیتی ہے“۔

چونکہ ان فقرات میں سوامی شردھانند کی موت خداوند مسیح کی شہادت کے مقابلہ میں پیش کر کے اعلیٰ اور افضل قرار دی گئی ہے اس لئے ہم کو پورا حق حاصل ہے کہ ہم اس دعویٰ کی جانچ اور تحقیق کریں۔ کیونکہ ہمیں اندیشہ ہے کہ کہیں ہمارے آریہ دوستوں نے اس معاملہ میں مبالغہ اور مغالطہ سے کام نہ لیا ہو اور وہ بات

صادق ٹھہرے کہ ؎

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خون نکلا

اس لئے ہم اس دعویٰ کی تحقیقات کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

شہید اور مقتول۔ پیشتر اس کے کہ ہم خداوند مسیح اور سوامی شردھانند کی شہادت کی جانچ اور تحقیق کریں یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس بات کو بخوبی واضح کر دیں کہ شہید کے باوقار لقب سے کونسا مقتول ملقب کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ عوام ہر ایک مقتول کو شہید کے لقب سے منسوب نہیں کرتے۔

انجیل شریف میں انسان کا اول فرض جسکو تمام دنیا تسلیم کرتی ہے اس طور پر مذکور ہوا ہے۔ "اے اسرائیل سُن۔ خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے۔ اور تو خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل۔ اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل۔ اور اپنی ساری طاقت سے محبت رکھ" مرقس ۱۲: ۲۹-۳۰ پھر یہ "کہ تم پہلے خدا اور اُس کی بادشاہت کی تلاش کرو تو دنیاوی چیزیں تمہیں آپ ہی مل جائینگی" متی ۶: ۳۳۔ انجیل شریف میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ انسان اگر ایسا نہ کرے اور پہلے دنیا اور اسکی نعمتوں کی تلاش میں حیران و سرگردان رہے تو گویا اُس نے اپنی جان برباد کر دی اور اپنے خلق کئے جانے کے اصل منشا اور اصل مقصد کو فراموش کر دیا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ آدمی اگر ساری دنیا کو حاصل کرے اور اپنی جان کا نقصان اُٹھائے تو اُسے کیا فائدہ ہوگا۔ یا آدمی اپنی جان کے بدلے کیا دیگا؟ اہل اسلام بھی اس حقیقت کے قائل ہیں چنانچہ اُن کا مقولہ ہے

جستجو میں جو نہ دوڑیں تیری ٹوٹیں وہ پاؤں
سر وہ کٹ جائے نہ ہو جس میں کہ سودا تیرا

اس لئے جو لوگ خدا کے قائل ہیں وہ اس بات کو بھی یقین کرتے ہیں کہ خدا کی بندگی اور اسکی عبادت کرنا انسان کا اول فرض ہے۔ انجیل شریف نے یہ بھی بتایا ہے کہ اگر ضرورت ہو تو انسان کو اپنا بدن اور اپنی جان بھی اُس کی راہ میں قربان کر دینا چاہئے۔ مقدس پولس رسول نے کرنتس کی کلیسیا کو تاکید کی "کہ تم اپنے نہیں ہو۔ کیونکہ قیمت سے خریدے گئے ہو۔ پس اپنے بدن سے خداوند کا جلال ظاہر کرو"۔ ۱ کرنتھیوں ۶: ۲۰ اس لئے جب کبھی کسی خدا کے ماننے والے کو یہ یقین ہو جاتا ہے کہ میرے مرنے ہی سے خدا کی بزرگی اور جلال ظاہر ہو سکتا ہے تو وہ مرنے کو کوئی ظلم اور زیادتی یا ذلت اور رسوائی کی بات نہیں سمجھتا بلکہ اُس کو اپنا حقیقی فرض خیال کر کے بخوشی تمام اپنے مارنے والوں کے ہاتھ میں اپنی جان قربان ہونے کے لئے پیش کر دیتا ہے۔ جیسا پولس رسول جسکو ہم شہید کہتے ہیں ایک موقع پر فرماتے ہیں۔ "چنانچہ میری دلی آرزو اور امید یہی ہے کہ میں کسی بات میں شرمندہ نہ ہوں۔ بلکہ میری کمال دلیری کے باعث جس طرح مسیح کی تعظیم میرے بدن کے سبب سے ہمیشہ ہوتی رہی ہے اسی طرح اب بھی ہوگی۔ خواہ میں زندہ رہوں خواہ مروں۔ کیونکہ زندہ رہنا میرے لئے مسیح ہے اور مرنا نفع"۔ فلپیوں ۱: ۲۰-۲۱ پس وہ مقتول شہید کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے جسکی نیت امورات ذیل کی نسبت صفائی کے ساتھ معلوم ہو جائے

۱۔ یہ کہ اُس کی موت کسی دنیاوی غرض کے حصول کی خاطر نہیں ہوئی بلکہ خداوند کی راہ میں سچائی اور راستبازی کی خاطر مارا گیا۔ کیونکہ بہتیرے اشخاص زر زمین اور زن کی خاطر بھی مارے جاتے ہیں۔

۲۔ یہ کہ اس نے اپنی زندگی اور خدمت کے شروع ہی میں یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ میں خدا کی خدمت کرونگا اور دنیا اور اُسکی ساری شان و شوکت کو ہیچ اور ناچیز جانونگا۔

۳۔ یہ کہ اُسکی زندگی میں وقتاً فوقتاً دوست اور دشمنوں نے ترغیب اور دھمکیاں دیں کہ وہ خدا کی خدمت سے باز رہے مگر وہ برابر اپنے ارادہ میں ثابت قدم رہا۔ اور کبھی خدا کی راہ سے منحرف نہ ہوا۔

۴۔ یہ کہ اسکو بخوبی علم تھا کہ اس راہ میں قائم رہنے کا لازمی نتیجہ موت ہوگا۔ مگر بقول شخصے۔ "قول مردان جان دارد"۔ اس نے مطلق اسکی پروا نہیں کی۔ بلکہ وہ ہمیشہ اپنے ایمان اور اعتقاد کی صداقت پر اپنے خون سے مہر کر دینے کو تیار رہتا تھا۔

۵۔ یہ کہ اس کو مرتے دم بھی کافی موقع تھا کہ اپنے خیالات سے توبہ کر کے اور خدا کی راہ چھوڑ کر دنیا اور اہل دنیا کی خوشنودی حاصل کر کے زندگی کا لطف اُٹھائے مگر اُس نے اس سنجیدہ موقع پر بھی ایسی زندگی بسر کرنے پر موت کو ترجیح دی اور قربان ہو گیا۔

۶۔ یہ کہ اس کے خیالات اور ایمان کی بنیاد اُس کے دھرم کی شریعت پر تھی جسکو وہ خدا کی طرف سے زیادہ عزیز رکھتا تھا۔

اب ہم خداوند مسیح کی زندگی کی طرف رجوع کرتے ہیں تاکہ دیکھیں کہ اُسکی زندگی میں یہ مقبول عام شرائط جو سچے شہید کے لئے لازمی قرار پا گئی ہیں ظاہرا ثابت ہوتی ہیں یا نہیں۔

خداوند مسیح کی زندگی اور انجیل نویس واضح ہو کہ خداوند مسیح کی زندگی جیسی انجیل نویسوں نے ہمارے سامنے پیش کی ہے۔ بہت تنگی مصیبت اور افلاس کی زندگی تھی۔ لکھا ہے کہ وہ مرد غمناک اور رنج کا آشنا ہوا۔ پھر یہ کہ لومڑیوں کے بھٹے ہوتے ہیں اور ہوا کے پرندوں کے گھونسلے۔ مگر ابن آدم کے لئے سر دھرنے کی بھی جگہ نہیں۔ متی ۸: ۲۰ اس کے یار و مددگار معدودے چند اشخاص تھے اور وہ بھی ایسے جو سخت محنت اور جفاکشی کے بعد نان شبینہ پاتے تھے سرکار یا قومی لیڈروں میں اس کا دخل مطلق نہ تھا اور اس کے ہم قوم بھی عموماً اس سے متنفر اور بیزار رہتے تھے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اسکی غربت اور مفلسی کا کیا معقول سبب ہو سکتا ہے۔ عوام پر پوشیدہ نہیں کہ انسان کی زندگی میں مصیبت۔ مفلسی اور غربت کے دو ہی

سبب ہو سکتے ہیں یا یہ کہ اُسکی زندگی میں راستبازی اور سچائی ایسے بلند مرتبہ پر نمایاں ہوں کہ عوام اُس کی صحبت میں رہنے سے ندامت اور شرم کھاتے ہوں جیسی سورج کی تیز روشنی سے خیرہ اُلو اور چمگادڑ وغیرہ پناہ مانگتے ہیں۔ اب خداوند مسیح کی زندگی میں غربت اور مفلسی دیکھکر ہم ان میں سے کونسا سبب منسوب کر سکتے ہیں۔ (باقی دارد)

کون ہم کو مسیح کی محبت سے جدا کر سکتا ہے؟

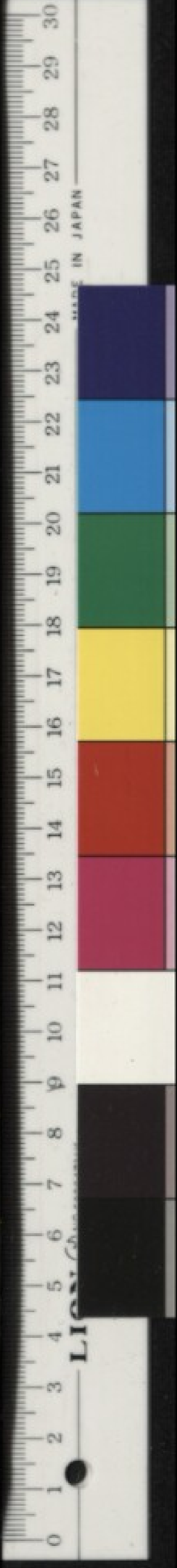
مصیبت یا تنگی یا ظلم یا کال یا ننگا پن یا خطرہ یا تلوار رومیوں ۸: ۳۵

عزیزو! یہ کس کی طرف اشارہ ہے کہ جس سے ہماری محبت ایسی پختہ ہو کہ کوئی دنیاوی حالت خواہ تنگی کی خواہ بے شرمی کی خواہ خطرے کی جدا نہ کر سکے۔ یہ اس پیارے منجی کی طرف اشارہ ہے کہ جس نے پہلے ہم سے ایسی محبت کی کہ جب ہم گناہوں میں ڈوب رہے تھے اس نے اپنے جلالی تخت اور باپ کی گود کو ہم نالائقوں کی خاطر چھوڑا۔ ہماری محبت میں ہو کر اس نے اپنے جلال کو ناچیز جانا اور اس دنیا میں آکر غریبی کی زندگی بسر کی۔ اُس نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ لومڑیوں کے لئے بھٹ اور ہوا کے پرندوں کے لئے گھونسلے ہیں پر ابن آدم کے لئے سر دھرنے کو بھی جگہ نہیں۔" اس نے ہم سے یہاں تک محبت کی کہ اپنی جان بھی ہمارے لئے دریغ نہ کی بلکہ ہماری مخلصی کے لئے مصلوب ہوا کہ ہم کو باپ پاس کھینچ لائے اور اس جدائی کو جو کہ ہم میں اور باپ میں آگئی تھی دور کرے اور اس نے ایک چشمہ اپنے پاک لہو کا بہایا کہ جس میں ہر گنہگار روح پاک و صاف ہو سکتی ہے۔ کیا ہمارے دل میں اس کی حقیقی محبت ہے؟ اگر ہمارے دل میں اس کی حقیقی محبت ہے تو ہمارے دلوں میں ہم جنس انسان کی طرف محبت و الفت ہوگی۔ کیا ہمارے دل میں دوسروں کے لئے محبت ہے؟ اگر ہے تو ہم اس کے نیک بندے ہیں۔ اور اگر کچھ کمی ہے تو مسیح سے جو محبت کا سرچشمہ ہے مدد مانگیں کہ ان کی محبت میں پُر ہو جاویں۔

اب یہ سوال ہے کہ کیا کوئی دنیاوی مصیبت ایسی ہو سکتی ہے جو کہ اس مصیبت سے زیادہ ہو جو ہمارے منجی نے ہماری خاطر اُٹھائی؟ میری رائے میں کوئی دنیاوی مصیبت ایسی نہیں جو اسکی تمام تکالیف کے برابر ہو سکے اور ہم کو اس سے جدا کر سکے۔ کوئی مصیبت ایسی نہیں جس میں ہم بے مدد چھوڑے جاتے ہیں۔ بلکہ ہر مصیبت اور ہر آزمائش میں وہ ہم کو سنبھالتا ہے۔ اس کا وعدہ ہے کہ جیسے تیرے دن ہونگے ویسی تیری قوت ہوگی۔ پس وہ ہر آزمائش پر غالب آنے کی طاقت بھی عطا کرتا ہے صرف کام میں لانا ہمارا فرض ہے۔ ہماری محبت کس درجہ پر ہے؟ کیا ہماری محبت اس سے ایسی کامل ہے جسکو کوئی دنیاوی مصیبت اس سے جدا نہیں کر سکتی؟ قدیم زمانے میں مسیح کے ایماندار مسیح پر قربان ہونا باعث فخر سمجھا کرتے تھے۔ کیا مسیح کی خاطر دکھ اُٹھانا ہمارا بھی فخر ہے؟ ہم چاہے کتنا ہی دکھ اُٹھائیں پر کوئی دکھ اس لائق نہیں کہ ہم کو ہمارے منجی سے جدا کر سکے۔ مسیح کے ایماندار اس قدر اس کی محبت میں کامل ہوتے تھے کہ درندوں سے پھاڑا جانا۔ آروں سے چیرا جانا اور جلاوطن ہونا سب کو اپنی عزت خیال کرتے تھے۔ مثال کے طور پر پولوس اور سیلاس کو لو جو آدھی رات کو کاٹھ میں ٹھکے ہوئے تھے۔ اُن کی پیٹھ بیدوں سے زخمی تھی اور سخت تکلیف کی حالت تھی۔ پر یہ تکلیف اُن کو مسیح سے جدا نہ کر سکی اور وہ اس کی حمد میں مشغول تھے۔ اور ان کی اس حمد سے جو نتیجہ ہوا وہ ہم سب کو معلوم ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ ہم ایک ایسے زمانے میں آباد ہیں کہ جس سے ہمیں تنگی یا ظلم کی آزمائش پیش نہیں آتی پر ایک آزمائش ہے جو ہر وقت ہمیں گھیرے ہوئے ہے وہ لالچ کی آزمائش وہ دولت و عزت .... کی آزمائش ہے۔ مگر یہ تمام آزمائشیں ہم پر کچھ اثر نہیں کر سکتیں کہ دنیا کی دولت و عزت اس جاہ و حشم کے برابر نہیں ہو سکتی جو کہ ہمارے عزیز منجی نے ہم نالائقوں کی خاطر چھوڑی اور اب وعدہ کر کے کہتا ہے کہ "جو غالب آئے وہ ان چیزوں کا وارث ہوگا"۔ اور پھر کہتا ہے کہ "مرنے تک ایماندار رہ تو میں تجھے زندگی کا تاج دونگا"۔ ہاں ایک ایسا تاج کہ جس کا مقابلہ کوئی دنیا کا تاج کر نہیں سکتا۔ کیونکہ اس جہان کے تاج و تخت فانی ہیں۔ پر خدا ہم کو ایک غیر فانی تاج بخشیگا جو کہ اس نے اپنے ایمانداروں کے لئے تیار کیا ہے۔ پس اگر ہم چاہتے ہیں کہ وہ تاج ہمارا انعام ہو تو اپنے خداوند منجی کی محبت میں قائم رہنا اپنا فرض سمجھیں۔

گو اس زمانے میں ہمیں تلوار کا مقابلہ کرنا نہیں پڑتا اور پھر بھی ہمیں چاہئے کہ اپنے آپ کو ایسے وقت کے لئے تیار کریں۔ ہم اپنے ایمان کو اُس پر قائم کریں کہ کوئی تلوار ہم کو ہمارے منجی کی محبت سے جدا کرنے پر قادر نہ ہو۔ اگر ہم قدیم تاریخ پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ اس کے بندے اور بندیاں کن کن عذاب سے مارے جاتے تھے۔ پر تو بھی اُن کی محبت اور ان کا ایمان اُس پر قائم رہتا تھا۔ اُن کی محبتیں اُس کی ہو چکی تھیں۔ جو کہ محبت کا سرچشمہ ہے۔ ہمارا حال کیا ہے جو کہ اس کے پیار سے بخوبی واقف ہیں؟ کیا تلوار ہم کو ہمارے منجی سے جدا کرنے کا ذریعہ ہوگی یا اس میں پیوستہ کرنے کا سبب ہوگی؟ مثال کے طور پر ایک چھوٹے بچہ کو لو جو کہ خوف کے وقت اپنی ماں سے لپٹ جاتا ہے اسی طرح کوئی طرح کا دکھ یا تلوار ہم کو ہمارے منجی سے جدا نہیں کر سکتا۔ بلکہ ہماری محبت کو اور زیادہ اس سے پیوستہ کرتا ہے اگر ہم چاہتے ہیں کہ زندگی کا تاج ہمارا انعام ہو تو آخر تک ایماندار اور اپنے منجی کی محبت میں قائم رہیں۔ اب وقت ہے کہ ہم اپنی محبت اور اپنے ایمان کی پڑتال کریں۔ جو ہم کو ہمارے منجی سے ہے کہ بُرے دن آتے ہیں۔ جنکی بابت ہمارے خداوند نے خود پیشنگوئی کی تھی۔ اگر غور کیا جائے



تو آزمائش ہمیں ہر وقت اور ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہیں۔ سب سے بڑی آزمائش جو ہمیں درپیش ہے وہ زمانے کی چال ہے یعنی مسیحیوں کی حالت کہ وہ سب کی نظروں میں ذلیل اور گرے ہوئے ہیں اور یہ کہ ہر طرف کے دروازے ان پر بند ہوتے جاتے ہیں۔ صرف اسی پر اکتفا نہیں بلکہ لالچ اور دولت کی آزمائش ہر طرف درپیش ہے پس کیا کرنا چاہئے؟ کیا یہاں کی دولت اور عزت ہمارے خداوند کی محبت سے بڑھ کر ہو سکتی ہے؟ وہ ہماری خاطر غریب بنا کہ ہم اُسکی غریبی سے امیر بن جاویں۔ اس نے کس پہلو سے ہم کو امیر بنا دیا۔ یہ پہلو آسمانی دولت کا ہے۔ گو یہاں ہر طرح کی تنگی ہے۔ پر ہمیں امید ہے کہ ہمارا خزانہ آسمان پر جمع ہے۔ پس اس حقیقی امید کو اپنے سامنے رکھتے ہوئے ہم اپنی تمام محبت اس کے لئے وقف کر دیں جس نے ہماری خاطر اپنے آپ کو دیدیا۔ اور اپنا دل اس کو دیں جو کہتا ہے کہ "اے بیٹے اپنا دل مجھ کو دے"۔ تاکہ ہمارا دل اس کا مسکن ہو جائے اور ہم اُسکی محبت میں کامل ہو کر پولوس کے ہم زبان ہو کر کہہ سکیں کہ "جو خدا کی محبت مسیح یسوع میں ہے۔ اس سے ہم کو نہ موت جدا کر سکیگی نہ زندگی نہ فرشتے نہ حکومتیں نہ حال کی نہ استقبال کی چیزیں نہ قدرتیں نہ بلندی نہ پستی نہ کوئی اور مخلوق" رومیوں ۸: ۳۸-۳۹۔

کیا عالی خیال ہے کہ جو محبت یسوع مسیح میں ہے اس سے ہم کو موت بھی جدا نہ کر سکیگی۔ گو موت ایک بڑی جدائی تصور کی جاتی ہے پر کیا ایک حقیقی مسیحی کو اس کے منجی سے جدا کر سکیگی؟ نہیں موت اُس کے لئے جدائی کا نہیں پر اس کے جلال میں شامل ہونے کا ذریعہ ہوگی۔

گو کلیسیا کی تاریخ بے شمار نظیروں سے پُر ہے جو کہ ہمارے ایمان کو تقویت پہنچا سکیں اور ہماری کمزور محبت کو خداوند منجی سے پیوستہ کر کے اس پر جان نثار بنا سکیں۔ پر میں ایک نظیر جو کہ اسی زمانے کی ہے آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں کہ جس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ کیونکر مسیح کے ایماندار اسکی محبت میں ہو کر سب کچھ چھوڑ دیتے ہیں۔ اور کیونکر لالچ کی آزمائش اُن کو گھیرتی ہے۔ اور کس طرح ہمارا منجی ان کو سب پر غلبہ بخشتا ہے۔

آج سے قریب تیس سال کا عرصہ گذرا کہ ایک نیک خاتون مسز پربھو دیال اپنی پت سے اپنی چھوٹی لڑکی کے ساتھ اپنے رشتہ دار۔ گھر بار اور ایک لڑکا چھوڑ کر اُنہوں نے مسیح کی محبت کو اپنے رشتہ داروں کی محبت سے بہتر جانا (کاش ہماری محبت بھی اپنے منجی سے ایسی ہی ہو) لاہور میں مس بوس کے ذریعہ سے ڈاکٹر گرسفولڈ کے ہاتھ سے بتیسمہ پا کر مبارک مسیحی زمرے میں شامل ہوئیں جہاں کہ اُن کو روح کی چین حاصل ہوئی۔ عرصہ گذر گیا کہ اُنہوں نے مسیح کی محبت میں اپنے تمام رشتہ داروں اور دیگر خویش و اقارب اور دنیاوی دولت و عزت پر لات مار کر ہر قسم کی صعوبتیں سہیں۔ عرصہ تیس سال کے بعد اُن کی چھوٹی بیٹی جن کا نام کیلاش وتی تھا اور بعد میں وردیا وتی ہُوا اور جو اب ہمارے سیکنڈ ماسٹر ایس۔ ایف۔ ڈین کی زوجہ ہیں اور یہ لوگ چند عرصہ سے یہاں مقیم ہیں اُنہوں نے اپنے بھولے ہوئے رشتہ داروں کا پتہ کیا اور معلوم کیا کہ ان کے پانچ چچوں میں سے صرف ایک چچا جن کا نام پنڈت کاشی ناتھ ترواڑی ہے باقی ہیں تمام رشتہ دار گذر گئے۔ اور خاص کر اُن کا بھائی فرستی دھر اپنی ماں اور بہن کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے مایوس ہو کر ستائیس سال کی عمر میں اس جہانِ فانی سے گذر گیا۔ گو اس صدمۂ جانکاہ سے دل کو چوٹ تو لگی پر مسیح کی محبت سب پر غالب آئی۔ اور ان کو صبر عطا کیا۔ اب ان کے چچا مذکور معہ اپنے خاندان کے اتنے لمبے عرصہ کے بعد اُن کی ملاقات کے لئے آئے اور چند دنوں سے یہاں مقیم ہیں۔ پر افسوس کہ ملاقات اس لئے کرنے آئے کہ اُن کو مسیح کی محبت سے جدا کریں اور بہت کچھ لالچ دے

اور عزت کا دیا۔ پر شکر ہے خدا کا کہ جو اپنے بندوں کی ہر آزمائش میں اُن کو سنبھالتا ہے۔ اور غلبہ پانے کی طاقت بخشتا ہے۔ اس ہی کی مدد سے اب تک یہ نیک مسیحی خاندان سب طرح کی آزمائش پر غالب ہے اور دنیاوی دولت و عزت کو مسیح کی محبت کے برابر نہ جانا۔ کاش خداوند کریم اُن کے اس ایمان کو آخر تک قائم رکھے اور وہ دن مبارک دکھاوے جبکہ اُن کے یہ بھٹکے ہوئے رشتہ دار مسیح کے پاس آکر دل آرام پائیں۔ یہ ایک معمولی سی نظیر ہے۔ پر زمانہ ہر وقت ایسی بے شمار نظیروں سے پُر ہے۔ اگر ہم غور کریں تو ہم کو معلوم ہو جائیگا۔

اب میں اپنے مضمون کو بڑھانا نہیں چاہتا صرف یہ کہتا ہوں کہ آؤ ہم اپنی محبت کو اپنے خداوند منجی کے لئے مخصوص کر دیں۔ جو کہ ایک وفادار دوست ہے اور سراسر محبت سے پُر ہے۔ ہر طرح کی آزمائش کا مقابلہ کر کے اُس کے جلال میں آرام پائیں۔ گو زمانہ ہم کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے اور گو ہم پست حالی کے لئے مشہور ہیں۔ پر ہم ایسی زندگی گذاریں کہ آئندہ زمانے میں ہم ہر طرح کی روحانی دولت سے پُر ہوں مسیح کی محبت میں قائم رہیں۔ تاکہ زندگی کا تاج ہمارا انعام ہو۔ وہ کہتا ہے کہ "پہلے تم خدا کی بادشاہت اور راستبازی کی تلاش کرو تو یہ سب چیزیں بھی تمہیں مل جائینگی۔ میرے عزیزو اٹھو! اور کمزور ایمان مسیحیوں کے ایمان کی مضبوطی کے لئے کوشش کرو پست بھائیوں کو سنبھالو کہ اب وقت وہ آگیا جبکہ ہمیں اپنے اوپر ایک ذمہ واری کو محسوس کرنا ہے اور وہ ذمہ واری مسیحیت کی ترقی و بہبودی کی طرف ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا مالک مسیح کے پاس آجائے تو ہمیں چاہئے کہ اپنی محبت کو اس کا کر دیں اور اپنی مرضیوں کو اُسکی پاک مرضی کے تابع کر دیں اور اپنے چال چلن سے مسیح کے نام کو روشن کریں جو کہتا ہے کہ "تمہاری روشنی آدمیوں کے سامنے چمکے"۔ اور ہمیشہ اپنے ایمان کی تقویت کے لئے خداوند

کی درگاہ میں دعا کرتے رہیں تاکہم ہر آزمایش پر غلبہ پا سکیں۔ اور ہر طرح کی مصیبت ہم کو اس سے پیوستہ کرتی جائے پولوس کہتا ہے کہ ان سب حالتوں میں اس کے وسیلے سے جس نے ہم سے محبت کی ہم کو فتح سے بھی بڑھکر غلبہ حاصل ہوتا ہے۔ رومیوں ۸: ۳۷*

(از قلم بندہ جون وکٹر ہولاسی راہے)

خبریں

چتوا کھل ۲۴ مارچ۔ مقامی حکام نے بذریعہ منادی اعلان کیا ہے کہ تعزیری پولیس کا ٹیکس تین دن کے اندر ادا کیا جانا چاہئے۔ اگر یہ ادا نہ کیا گیا تو قرقیاں شروع کی جائینگی

(بندے ماترم)

مدراس ۲۶ مارچ۔ ایک پبلک جلسہ میں جو سر ایس رینکٹ رتنم نیڈو وائس چانسلر مدراس یونیورسٹی کے زیر صدارت منعقد ہوا ایک ریزولیوشن پاس کیا گیا جس میں مقامی گورنمنٹ سے درخواست کی گئی کہ وہ شراب کی مکمل ممانعت کے متعلق تجربات کی سمت فوری قدم اٹھائے۔

(ص)

بریسال ۲۳ مارچ۔ ضلع بریسال کے مختلف مقامات سے غنڈے لوگوں کے پر امن شہریوں پر حملے کرنے اور نقص امن کی دیگر کاروائیوں کی اطلاعات آرہی ہیں۔ ان کو فرد کرنے اور ضلع میں امن قائم کرنے کے لئے حکام نے چند ہندو اور مسلمان شہریوں کو پولیس فورس میں شامل کر لیا ہے

(//)

اخبار نیو ٹائمز اس خبر کے لئے ذمہ وار ہے کہ تعلقہ میہر کے موضع اسیر میں ایک ہندو عورت مسماۃ شمل کو قتل کر دیا گیا ہے۔ اس کا گلا استرے سے کاٹ دیا گیا۔ عورت کے خاوند نے پولیس میں اس واقعہ کی رپورٹ کی۔ لیکن پولیس نے اس کو شبہ میں گرفتار کر لیا۔ کیونکہ کہا جاتا ہے کہ جس استرے سے عورت کا گلا کاٹا گیا وہ اس کے خاوند کا تھا*

(//)

نیویارک کا ایک تار مظہر ہے کہ محکمہ تجارت نے اعلان کیا ہے کہ ۱۹۲۶ء میں روئی کی اصل پیداوار تخمینہ کی نسبت قریباً ۸ آکروڑ گانٹھ کم ہوئی ہے۔ اس اعلان سے تجارتی حلقہ میں سخت ہلچل مچ گئی۔ اور خرید لا انتہا بڑھ گئی۔ گذشتہ کئی ماہ میں روئی کی اس قدر خرید نہیں ہوئی تھی۔ قیمتوں میں ۴۰ سے ۴۵ پوائنٹ کا اضافہ ہوا۔ لیکن بعد میں خبر ملی کہ ہندوستان میں روئی کی پیداوار زیادہ ہوئی ہے اس سے قدرے کم ہو گئی ہے۔

(//)

پنڈت مدن موہن مالویہ جی نے ۲۴ مارچ کو فنانس بل پر بحث کے دوران میں اپنی تقریر میں فرمایا تھا کہ اسمبلی میں اُن کی آخری تقریر ہوگی۔ اجلاس کے خاتمہ پر معلوم ہوا کہ مالویہ جی اسمبلی سے دل برداشتہ ہو گئے ہیں اور اب وہ اسے چھوڑکر ملک میں دورے کرنا اور جنتا کو اپنے فرض سے بیدار کرنا چاہتے ہیں*

(//)

نئی دہلی ۲۶ مارچ۔ کونسل آف سٹیٹ نے آج محصول نمک کے متعلق اسمبلی کے فیصلہ کو مسترد کر دیا۔

سر عمر حیات خاں نے یہ تجویز پیش کی کہ محصول نمک ایک روپیہ چار آنہ فی من کیا جائے جو کثرت رائے سے پاس ہو گئی۔ (//)

مدراس ۲۷ مارچ۔ چونکہ مہاتما گاندھی زیادہ کام کی وجہ سے اچانک بیمار ہو گئے ہیں اسلئے انکے پروگرام کے متعلق مشورہ کے لئے فوری طلاوا آنے پر مسٹر سی راجگوپال آچاریہ نے مشورہ دیا ہے کہ تمام انتظامات اور کام بدستور سابق جاری رہنا چاہئے (//)

اشتہار کتب

کتب مصنفہ پادری عمادالدین صاحب

ہم کون ہو۔ اس آیت کی تشریح کہ لوگ ابن آدم کو کیا سمجھتے ہیں صفحہ ۱۶ - ۹ پائی۔

تفتیش الاولیا۔ صوفیہ۔ ان کے تصوف اور اُن کے دلیلوں کا بیان صفحہ ۱۶۸ - ۴ر

اعمال کی تفسیر۔ آپ کی صرف یہی تفسیر باقی ہے اور اسکی بھی چند ہی جلدیں رہ گئی ہیں۔ ۲ر

تقلیعات التعلیقات۔ منشی چراغ علی صاحب کی کتاب کا جواب صفحہ ۱۰۰ - ۲ر

توزین الاقوال۔ مرزائے قادیانی کے دعووں اور تعلیمات کا بیان صفحہ ۵۶ - ۲ر

تنقید الخیالات۔ سر سید احمد خاں صاحب کے خیالوں کا جواب۔

حصہ اول۔ عقل انسان کے سوا انسان کا کوئی اور بھی راہنما ہے صہ ۴۹ - ۶ پائی

حصہ دوئم۔ قدیم اسلام اور جدید اسلام کے بیان میں صفحہ ۴۴ - ۶ پائی۔

حصہ سوم۔ نبی یا رسول کے بیان میں صہ ۳۰ - ۶ پائی

حصہ چہارم۔ وحی اور الہام کے بیان میں صہ ۵۶ - ۹ پائی

واقعات عمادیہ۔ پادری عمادالدین صاحب کی خود نوشت سرگذشت صفحہ ۴۴ - ۱ر

حقیقی عرفان۔ بارہ مضامین کا مجموعہ - ۲ر

کوالیف الصحائف۔ بائبل کی تمام کتابوں کے دیباچے اور تشریحی نوٹ۔ صفحہ ۱۹۸ - ۶ر

خط شکاگو ۱۸۹۳ء تک کے محمدی فرقوں کے نام معہ حالات - صہ ۶ پائی

مراۃ الانسان۔ انسان کے متعلق فلسفیانہ بیان صفحہ ۱۶۳ - ۲ر

المشتہر

سکرٹری پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی

انار کلی۔ لاہور





منشورہ عاجز در بحث مسیحی و مسلم اتحاد

معزز ناظرین کرام پر واضح ہوگا کہ مسئلہ "مسیحی و مسلم اتحاد" نور افشاں کے کالموں میں ایک مدت سے زیر بحث چلا آرہا ہے۔ اور اس کے مختلف پہلوؤں پر کافی و وافی بحث ہو چکی ہے۔ بلکہ معصر اہلحدیث امرتسر نے بھی مسئلہ ہذا کی جانب توجہ فرما کر اس کا حل دقیقہ رس اصحاب سے طلب کرنے کی ٹھانی ہے۔ لہٰذا کامل امید ہے کہ مسیحی و مسلم بھائی ضرور بالضرور۔ ایک دن متحدہ فیصلہ کرکے کسی نتیجہ تک پہنچینگے۔ کیونکہ جیسا کہ ہر کس و ناکس پر عیاں ہے آجکل سونے کا زمانہ نہیں۔ بلکہ ایک عجیب کشمکش و جستجو تمام دنیا کے مذاہب میں پھیل رہی ہے۔ اور وہ وقت نزدیک آرہا ہے جبکہ

"بھیڑیا برّے کے ساتھ رہیگا۔ اور چیتا حلوان کے ساتھ بیٹھیگا۔ اور بچھیا اور شیر بچہ اور پلا ہوا بیل مل جل رہینگے۔۔۔ اور ننھا بچہ اُن کی پیش روی کریگا۔ گائے اور ریچھنی ملکر چرینگی۔ اور اُن کے بچے مل جل بیٹھینگے اور شیر ببر بیل کی طرح پوال کھائیگا اور دودھ پیتا بچہ سانپ کے بل پاس کھیلیگا۔ وغیرہ وغیرہ"۔

لیکن ہنوز اس میں دیر ہے اور یہ وہ "اتحاد" کی ہر اگر آج ہی تمام دنیا کے مذاہب ایک ہی عالمگیر مذہب کے زیر تحت آجائیں تو کلام مقدس کی یہ پیشینگوئی پوری ہوسکتی ہے۔ لیکن جو مذہب ہے وہ یہی کہتا ہے کہ میں سچا ہوں۔ ہماری کتاب خاص خدا کی اُنگلی سے لکھی گئی ہے۔ اور فلاں وقت ہمارے رسول یا نبی یا رشی پر اللہ پاک نے نازل فرمائی تھی۔ اب کس مذہب کے اعتقاد کو رد کریں اور کس مذہب کے اعتقاد کو مانیں۔ اور جن مذاہب کو براہین قاطعہ سے رد بھی کر دیا جائے اور عالمگیر اصول مذہب اُن کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں تو پھر اس کے پیرو کار اس میں اس قدر ہٹ دھرمی دکھاتے ہیں کہ دیکھکر عقل حیران ہوتی ہے۔ اور کیوں لیشتنی یا جدی مذہب چھوڑنا اور اس کے اعتقادات سے خواہ عقل و اصول فلسفۂ مذہب کے خلاف ہی کیوں نہ ہو کنارہ کش ہونا ہمیشہ کشمکش ہوتا ہے اور یہی رکاوٹ ہے جو ہند و مسلم و مسیحیوں کی کشیدگی کا خاص موجب ہو رہی ہے۔ فرض کیجئے کہ مسیحی کہیں کہ ہمارا مذہب سچا ہے۔ عالمگیر ہے۔ ہماری کتاب از جانب اللہ ہے کیونکہ اس میں وہ تمام خوبیاں جو ایک عالمگیر مذہب میں ہونی چاہئیں موجود ہیں اور ہماری کتاب بھی اُن شرائط پر جو خدا کے کلام میں یا خدا کی کتاب میں ہونی چاہئیں پوری اُترتی ہے لیکن دوسرے مذاہب کے لوگ مسیحیت کے طالب نہ ہوں اور اپنے ہی مذہب کو درست سمجھتے جائیں تو مسیحیوں کا کہنا نہ صرف فضول ہی ہوگا بلکہ بے فائدہ بھی۔ اب جبکہ حضرت محمد۔ قرآن و محمدی (یعنی اسلام) مسیحیت کے مصدق ہیں۔ انبیاؑ کے مصدق ہیں۔ بائبل کے خدا کے مصدق ہیں مسیحیوں کے مصدق ہیں تو باقی نامصدقی کی بات ہی کیا ہے۔ پھر تو مسیحی اور محمدی ایک ہوئے اور جب ایک ہوئے تو باہم عیدیں منانا۔ جلسے کرنا۔ دعوتیں اُڑانا مذہبی گفتگوئیں کرنا کوئی مشکل امر نہ رہا اور انہی باتوں کو اتحاد کہتے ہیں۔ بلکہ یہی باتیں اتحاد حقیقی کا ظاہری ظہور ہوا کرتی ہیں۔

لیکن ہمارے بہت سے مُسلم بھائی جیسا کہ پیشتر ازیں ذکر کیا ہے۔ ان باتوں کو یعنی مذکورہ مصدقات کو جانتے اور پہچانتے ہوئے بھی اس پر عمل پیرا نہیں ہوتے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مُسلم و مسیحی اتحاد جیسا کہ چاہئے کما حقہٗ نہیں ہوسکتا۔ اور اس کے علاوہ ایک اور بات بھی ہوتی ہے کہ مذہب کا تعلق انسان کے دل کے ساتھ ہوتا ہے اور محبت و اتحاد بھی دل کے متعلق ہے۔ پس جب انسان کا دل صاف ہو یعنی سچا طالب عالمگیر مذہب کا خواہاں ہو تو وہ ضرور اپنے ہمخیال و ہم مذہب و ہم اعتقاد انسان کی جانب رجوع ہوگا۔ پس اگر ہند و مسلم و مسیحی بھائی چاہتے ہیں کہ ہمارا اتحاد ہو تو نہایت اچھی بات ہے۔ اس سے انکار کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(عاجز قصوری)۔

مسیحی شعراسے گُل کی التماس

اکثر مسیحی اخباروں میں خصوصاً نور افشاں اور کوکب ہند اور یسعیٰ اور مقاصد میں ہمارے کرمفرما مسیحی شعرا کی طرف سے غزلیات شائع ہوتی رہتی ہیں یہ مختلف اوزان کی راگ راگنیاں اور دوہرے و ٹھمریاں وغیرہ شاذ و نادر ہی نکلتے اور لکھے جاتے ہیں۔ جبکہ ہمارے درمیان میں خدا سلامت رکھے اچھے اچھے راگی اور گانے والے موجود ہیں۔ مثلاً جناب بزرگ پادری اے ٹھاکر داس صاحب لکھنؤ لاہور۔ مسٹر محبوب مسیح لاہور۔ اور سائیں محبوب مسیح پادری دلارے لال فرخ آباد اور مسٹر سنو لعل سولن پہاڑ اور مسٹر جنگ بہادر اسٹوڈنٹ سہارنپور مدرسہ علم الٰہی وغیرہ وغیرہ تو میرے خیال میں غزلیات کے علاوہ دیگر قسم کی مسیحی طرز پر ٹھمریاں اور گیت وغیرہ جو ساز باج پر گائے جاویں مسیحی شعرا کی توجہ اس طرف بھی ہونی چاہئے۔ امید ہے کہ یہ کمی پوری ہو جاویگی۔ نمونہ کے طور پر کمترین یہ دو چیزیں ہدیہ ناظرین کرتا ہوں

ٹھمری

بر وزن۔ بھلا ہوا میری مٹکی پھوٹی دو دہیچن سے میں چھوٹی

بھلا ہوا مجھے یسوع ملگیا دکھ کے بند سے میں چھوٹی

وہ چکیوں نے میری دولت ناحق اب تک لوٹی

بارہ برس تک دکھ میں تڑپی جو کسی کر نہ ہوئی جڑی بوٹی

کتنے آپائے بہت سے میں نے کھائی انیک جُٹی بوٹی اور

بھلا ہوا مجھے یسوع ملگیا۔

اب بھی ہے وہ پریم کا داتا جو کوئی اُس کے پاس ہے آتا

چھوٹ دکھوں کے بند سے جاتا بات نہیں کچھ جھوٹی

بھلا ہوا مجھے یسوع مل گیا

دیگر: دادرا

بروزن۔ سئیاں چندریا رنگائے نہیں دیتے

یسوع صورتیا دکھائے نہیں دیتے

انترہ۔ کب تک چھپے رہو گے ہم سے۔ آنے کی گھڑیاں بتائے نہیں دیتے۔ یسوع صورتیا۔

انترہ۔ سمان گھٹے میں تت جاگت ہوں۔ سکھ سے بچھیا سنائے جنہیں دیتے۔ یسوع صورتیا۔

انترہ۔ من چنچل کل مانت ناہیں۔ بگروے من کو بنانے نہیں دیتے۔ پربھو صورتیا دکھائے نہیں دیتے

احقر الناس۔ ایم۔ سی نیوٹن گل۔

اظہار تاسف

نارووال کی چرچ کمیٹی ڈاکٹر ولیم جان صاحب کی وفات پر اظہار تاسف کرتی ہے۔ ان کے وفات پانے سے نارووال اور علاقہ نارووال کی کلیسیا کو سخت صدمہ پہنچا ہے۔ یہ چرچ کمیٹی اُن کی خدمات کی جو انہوں نے بطور ممبر کمیٹی اور بطور خزانچی اور بطور کارکن گرجا کی ہیں۔ شکریہ کے ساتھ اعتراف کرتی ہے اور خدا سے دعا کرتی ہے کہ خدا ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

نارووال کی چرچ کمیٹی مسٹر جیونداس کی وفات پر اظہار تاسف کرتی ہے۔ اور اُن کی خدمات کا جو انہوں نے بحیثیت ممبر چرچ کمیٹی کئی سالوں تک کی ہیں شکریہ کے ساتھ اعتراف کرتی ہے۔ اور خدا سے دعاگو ہے کہ خدا اُن کے خاندان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

احقر۔ بشیر احمد سکریٹری چرچ کمیٹی نارووال

صنعتی کارخانوں میں تنازعے

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

مزدوری اور صنعت و حرفت کے محکمہ نے اپنی ۱۹۲۶ء کی رپورٹ میں جو اعداد و شمار مہیا کئے ہیں۔ اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۲۶ء میں صنعتی تنازعوں کی تعداد اس قدر کم تھی کہ ۱۹۲۰ء سے لیکر سال مذکور تک کسی سال اتنی کم نہیں ہوئی اس قسم کے کوائف پہلی مرتبہ ۱۹۲۰ء میں مرتب کئے گئے ۱۹۲۶ء میں ۱۲۸ ہڑتالیں ہوئیں۔ جن میں سے ۱۱۴ بنگال اور بمبئی میں ہوئیں۔ نوّے ہڑتالیں کپاس اور جوٹ کے کارخانوں میں ہوئیں۔ ہڑتال کرنے والے مزدوروں کی مجموعی تعداد ۱۸۶۸۱۱ تھی اور ہڑتالوں اور کام بند ہو جانے کی وجہ سے قریباً ۱۱ لاکھ ایام کارکردگی کا نقصان ہوا۔ گذشتہ پانچ سال کی یہ اوسط ۷۰ لاکھ تھی ۵۷ فی صدی ہڑتالوں میں مزدوروں کی کوششیں ناکام رہیں اور انہیں اپنے مطالبات منوائے بغیر کام پر واپس آنا پڑا۔ صرف ۲۵ ہڑتالوں میں وہ رعایتیں حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔

نئی کتابیں

۱۔ ہماری بائبل اور مسلم علما

ضخامت ۲۰۰ صفحہ کی ہے۔ قیمت ایک روپیہ (عہ) محصول ڈاک بذمہ خریدار ہوگا۔

۲۔ اثبات صلیب

ضخامت ۲۰۴ صفحہ کی ہے قیمت ایک روپیہ (عہ) محصول ڈاک بذمہ خریدار ہوگا۔

اگر کسی مسیحی نے خداوند یسوع مسیح کی اور بائبل کی مسلمانوں میں بشارت دینا ہے اور مسیحی خدمت میں اسلامی مقبولات سے فائدہ اُٹھانا ہے اور بائبل اور خداوند یسوع مسیح کی قدر و منزلت کو سمجھنا اور سمجھانا ہے۔ اگر احمدی اصحاب کے حملوں سے جو وہ مسیحیت پر کرتے آئے ہیں مامون ہونا ہے تو مذکورہ بالا کتب کو فوراً خرید لیا جائے اور درخواستیں مینجر ریلیجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور روانہ کی جائیں

المشتہر

پادری غلام مسیح

ایڈیٹر نور افشاں۔ لاہور

لاہور ۲۴ مارچ۔ آنریبل سردار جوگندر سنگھ وزیر زراعت پنجاب ۲۵ مارچ کو ایک مختصر دورہ پر روانہ ہو گئے۔ اور اقبال منٹگمری۔ ملتان چھاؤنی مظفر گڑھ اور ڈیرہ غازی خاں کا دورہ کرتے ہوئے ۴ اپریل کو واپس لاہور پہنچینگے۔ (ریذے ماڑم)

یوئنگ کرسچن ہائی سکول لودیانہ

یہ یوئنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے عرصے سے جاری ہے۔ مشن نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اور چار خواتین اسکی مدد کرتی ہیں اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔ خرچ خوراک لوئر پرائمری سے ہائی سٹینڈرڈ تک سات روپیہ ماہوار ہے۔ کلاس فیس سرکاری شرح ہے متفرق اخراجات عہ ماہوار فی طالب علم ہے کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔ بموجب نئے انتظام چالیس فی صدی غیر مسیحی طلبا بھی داخل ہو سکتے ہیں۔ اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں جرکتا ہے ۔ تک۔ گروکونول ۔ سے ۔ تک مزید حالات پرنسپل و ہیڈ ماسٹر صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

اشتہار ۲/۴

ایک گمشدہ کی تلاش

میرے حقیقی ماموں صاحب منشی دانی ایل ولد موجی یا مولچند کرسچن جو کہ قریباً ۱۹۱۸ء میں موضع خوش پور چک نمبر ۳۵ ضلع لائلپور کے رومن کیتھولک مشن سکول کے ہیڈ تھے۔ بعد ازاں ۱۹۲۲ء میں آپ موضع جڑانگ ضلع شیخوپورہ میں مشن کا کام انجام دیتے رہے اور یہی اُن کا آخری پتہ ہے فی الحال وہ معہ اہل و عیال کے لاپتہ ہیں جو صاحب اُن کے پتہ سے مجھے اطلاع فرمائینگے میں اُن کا بیحد مشکور ہونگا اور اُن کی خط و کتابت کا ہر طرح سے ذمہ دار ہونگا۔ میرا پتہ حسب ذیل ہے۔

سیموئیل مراد بخش ٹیچر کینٹونمنٹ اردو بوائز سکول آدم روڈ۔ کراچی چھاؤنی

نور افشاں کے لئے نئے خریدار دیجئے۔

پادری ٹی ہیوجے کلارک صاحب ایم۔ اے مینجر نور افشاں ایجرٹن روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پرنٹر چھپا۔